10:51 AM

Google Lens

English ⇒ Urdu

کورس پیک

اسلام کا معاشرتی نظام

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے گئے احکام الٰہی پر ہے، جو تمام بنی نوع انسان اور دیگر تمام مخلوقات کے خالق اور مالک ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنے آخری رسولوں اور رسولوں پر نازل ہوئے ہیں۔

انسان اپنی فطرت کی بنا پر سماجی جانور کہلاتا ہے۔ اس فطرت کے مطابق وہ مل جل کر رہنے کے پابند ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ایک معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اسلام ایک ضابطہ حیات ہونے کی وجہ سے انسانی زندگی کے اس اہم حصے کو نہیں چھوڑتا اور اپنے ماننے والوں کے لیے ایک شاندار نظام عطا کرتا ہے۔ اسلام کا یہ معاشرتی نظام اگر اس پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو معاشرہ انتہائی پرامن اور دنیا میں جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ تقسیم کیا جائے

اسلامی معاشرتی نظام، انسانوں کے درمیان لین دین سے، دو قسموں میں تقسیم ہو سکتا ہے،

معاملات کی قسمیں:

1- سماجی معاملات:

بنی نوع انسان کے درمیان ہر قسم کے تعلقات اور ان کے درمیان فرائض اور حقوق کی درجہ بندی کو سماجی امور کہتے ہیں۔ یہ زمرہ ہمارے مطالعاتی منصوبے کا حصہ ہے۔

2- پیسے کا لین دین:

بنی نوع انسان کے درمیان تمام قسم کے معاہدے جن میں رقم یا کوئی دوسرا اثاثہ شامل ہے جیسے فروخت، خرید، لیز، قرض، سود، ربن، امانت وغیرہ۔ اسے اسلام کے کارپوریٹ قوانین بھی کہا جاتا ہے اور یہ اسلامی تعلیمات کا ایک وسیع حصہ ہے۔

سماجی امور:

اسلام نے معاشرے کو مستحکم، پائیدار اور پرامن بنانے کے لیے اپنے معاشرتی نظام کے لیے ایک ٹھوس بنیاد اور کامل بنیادوں کی رہنمائی فراہم کی ہے اس لیے یہ باقی معاشروں کے لیے مثال قائم کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مسلم معاشرہ کو مختلف اکائیوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ سوسائٹی کے ارکان اس کے رکن کی حیثیت سے ان بنیادی اکائیوں کے تئیں اپنے حقوق اور فرائض کو پہچان سکیں۔ یہاں یہ اسلامی معاشرے کی بنیادی بنیادیں اور ذیل میں دی گئی اکائیاں ہیں۔

سماجی نظام کی بنیاد:

1- مساوات

2- مساوات/انصاف

3- بھائی چارہ

4- اتحاد

5- ہمدردی

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:51 AM

Google Lens

English → Urdu

کورس پیک: اسلامی اور مذہبی علوم

6- قربانی

7- رواداری

8- ڈیوٹی

9. حقوق

مسلم معاشرے کی مختلف اکائیاں:

اسلامی معاشرہ دوسرے تمام معاشروں کی طرح مختلف اکائیوں کا مجموعہ ہے۔ یہاں مسلم معاشرے کی بنیادی اکائیاں ذیل میں دی گئی ہیں۔

1- خاندان

2- رشتہ دار

3- پڑوسی

4- مسجد/قصبہ۔

5- شہر۔

6- ریاست۔

7- امت (قوم)

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:52 AM 2.4 K/s 45

Google Lens

English → Urdu

مسلم معاشرے کی بنیادیں

1: مساوات:

اسلام کے مطابق تمام انسانوں کی پیدائش ایک جوڑے آدم اور حوا سے ہوئی ہے اور یہ جوڑے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ وہ سورہ نساء آیت 1 میں بیان کرتا ہے:

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا، اور اس سے اس کی مشابہت (حوا) کو پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔" سورۃ الحجرات آیت 13 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو"۔

اس جوڑے کی اولاد ابتدا میں ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان کے لوگوں کا ایک گروہ تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا اور وہ پوری زمین پر پھیل گئے اور قدرتی نتیجہ کے طور پر ان کی زبانیں، لباس، طرز زندگی اور سوچ مختلف اور وسیع پیمانے پر مختلف ہے۔

لیکن اسلام بیان کرتا ہے کہ تمام انسانوں کو زندگی اور آزادی کے مساوی حقوق حاصل ہیں کیونکہ وہ ایک جوڑے کی اولاد ہیں۔ مسلم معاشرے میں وی آئی پی کلچر کا کوئی تصور نہیں ہے۔

حوالہ:

آخری حج میں اپنے خطاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، خبردار! کوئی نہیں۔ عجمی (غیر عربی) پر کسی عربی کی بالادستی یا عربی پر عجمی کی بالادستی، نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر سوائے تقوی کے۔"

2: مساوات/انصاف:

اسلام میں سب کو انصاف فراہم کرنے کا معیار موجود ہے اور معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لیے انصاف کو اللہ تعالیٰ کا حق قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرے میں۔ ہر ایک شخص کے ساتھ یکساں انصاف کیا جائے اگر وہ گواہی اور شواہد کی بنا پر اس کا مستحق ہے۔ وہ تمام عناصر جو معاشرے میں ناانصافی کا باعث بنتے ہیں جیسے غلط گواہی دینا، حقائق چھپانا، جذبات، دباؤ ڈالنا، وی آئی پی کلچر، غیر قانونی احکامات کی تعمیل یا کوئی اور ممکنہ وجہ۔ اللہ فرماتا ہے:

''اور انصاف پر قائم رہو، بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (الحجرات، ۹)

قرآن کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسانی نفسیات کے کمزور نکات کو دیکھتے ہوئے؛ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر انسانی جذبات میں سے دو جذبات کو ناانصافی، محبت اور نفرت کا سبب قرار دیا ہے۔

حوالہ جات: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو، انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لیے گواہی دینے والے، خواہ وہ تمہارے اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف ہو، کوئی امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں کا بہتر نگہبان ہے، پس پیروی کرو۔ خواہشات نہیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کر سکتے ہیں۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:53 AM 570 B/s 45

Google Lens

English ⇒ Urdu

انصاف سے بچیں. اگر تم (گواہی میں) تحریف کرو گے یا ٹال دو گے تو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔" (النساء، 135)

مزید فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! اللہ پر ثابت قدم رہو کہ انصاف کے گواہ بنو، کسی قوم کے ساتھ بغض تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ انصاف سے گریز کریں، انصاف کرو کیونکہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو. جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔" (سورہ مائدہ، 8)

3:- بھائی چارہ:

اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام مسلمان خواہ وہ کہیں بھی رہیں، خواہ وہ کسی بھی ذات، رنگ اور زبان سے تعلق رکھتے ہوں، بھائی بھائی ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ حقیقی بھائیوں جیسا سلوک کرنا چاہیے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہئے جس سے معاشرے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور نہ ہی کسی کو تکلیف ہو۔ ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی پر ظلم و زیادتی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی دوسروں کو ایسا کرنے دینا چاہیے۔

حوالہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"سب مومنین آپس میں بھائی ہیں، لہٰذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔ (الحجرات، 10) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ دیتا ہے۔ دوسرے کی تحویل میں"

4:- اتحاد:

اتحاد اسلامی نظام معاشرت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ اسلام میں اتحاد اور اجتماعیت پر بہت زور دیا گیا ہے اور اسلام اپنے پیروکاروں کو دیوار یا جسم کے مختلف حصوں میں اینٹوں کی طرح متحد ہونے کی تحریک دیتا ہے۔ اگر مسلمان مذہبی یا سیاسی طور پر مختلف شعبوں میں تقسیم ہو جائیں تو قرآن دنیا میں کمزوری اور رسوائی کا آخری نتیجہ ہے۔

قرآن کے مطابق اجتماعیت سے الگ ہونا بہت بڑا گناہ اور خطا ہے۔ مومنوں اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم کا شدید خطرہ ہے۔ جنہوں نے اپنے لیے کوئی الگ شعبہ یا راستہ طے کیا۔ حوالہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ میں نہ پڑو"۔ (آل عمران، 103)

مزید فرماتے ہیں:

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم ہمت ہار جاؤ گے اور تمھاری قوت ختم ہو جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (الانفال، 46)

5:- ہمدردی اور ہمدردی؛

اسلامی تعلیمات کے مطابق، مسلم معاشرے کے ہر فرد کو تمام مومنین کے لیے ہمدردی کے جذبات کا حامل ہونا چاہیے۔ یہ خصوصیت مسلمانوں کو اپنانی چاہیے کہ وہ مہربان، ہمدرد اور ہمدرد ہوں۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:54 AM
389 B/s 44
Google Lens
English → Urdu

ایک دوسرے. اسلام میں سختی اور ظلم کی سختی سے مذمت کی گئی ہے خاص طور پر اسلام
ایک مسلمان.

کے خلاف اس سے مراد مسلمانوں کے لیے تعزیت کا فرض ہے جو کسی بیماری،
نقصان یا کسی مصیبت میں مبتلا ہوں. اسے ایک عظیم نیک عمل بھی قرار دیا گیا
ہے جو اسلام میں قابل اجر بھی ہے اور اسے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا بھی حق قرار
دیا گیا ہے.

حوالہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور وہ لوگ جو خوشحالی اور تنگی میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، اور غصے پر قابو
پانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنے
اعمال میں اچھے ہیں". (آلی عمران، 134)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک اللہ مہربان ہے اور وہ احسان کو پسند کرتا ہے"۔ (مسلمان)

مزید فرمایا:

"زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا"۔ اسلام اپنے
پیروکاروں

6:- قربانی:

کو خود غرض، لالچی یا خود پسند نہ بننے کی تعلیم دیتا ہے. اس کے بجائے، یہ
دوسروں کے لیے اس طرح جینے کا حکم دیتا ہے کہ آپ انہیں اپنے اوپر ترجیح دیں. یہ
اسلام میں ایک اچھی طرح سے قابل تعریف نیک عمل بھی ہے کیونکہ یہ معاشرے کو اس کی بہترین طرف لے جاتا ہے.

اللہ فرماتا ہے:

"اور (دوسروں کو) اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، حالانکہ وہ ہیں.
غربت میں، اور جو اپنے دلوں کے لالچ سے بچ جاتے ہیں.
کامیاب ہوا" (الحشر ۹)

7: رواداری:

ایک پرامن مسلم معاشرے کے قیام کے حوالے سے رواداری بھی اسلام کی ایک
اہم تعلیم ہے. اسلام نے معاشرے کے ارکان کے فرائض اور حقوق کی واضح طور پر
درجہ بندی کی ہے اور اپنے پیروکاروں کو تاکید کی ہے کہ وہ حق نہ ملنے
کی صورت میں کوئی سخت قدم اٹھا کر معاشرے میں فساد برپا نہ کریں. اس کے بجائے،
اسلام ہم آہنگی اور امن میں خلل سے بچنے کے لیے صبر اور اس کو نظر انداز کرنے
سے مراد ہے. اسلامی تعلیمات کے مطابق فساد سے بچنے کے لیے حق سے دستبردار
ہونا ایک عظیم نیک عمل ہے جو خاص طور پر آخرت میں رب کی طرف سے حتمی
اجر کا باعث بنتا ہے.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص (اپنے حق کے) جھگڑے سے دستبردار ہو جائے حالانکہ سچ جھوٹ ہے.
اس کے ساتھ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے.

8:- بخشش:

لوگوں کو ان کی غلطیوں پر معاف کرنا بھی ایک اسلامی تعلیم ہے جو معاشرے میں
امن اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے. یہ وہ جگہ ہے
اسلام جس پر زور دیتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے. تاہم، یہ اسلام میں معاف کرنے کا قانون نہیں ہے.

Translate Text Search
Translated text
Select all Listen Share D
Did you find these results useful? Yes No
Scanned with CamScanner

10:54 AM

Google Lens

English → Urdu

64 کورس پیک: اسلامی اور مذہبی علوم

تمام غلطیاں یہاں تک کہ ایک مجرم کے جرائم؛ یہ معاشرے میں بدمعاشوں اور لاقانونیت
کا سبب بن سکتا ہے۔
اس کے بجائے یہ مشروط ہے اور بعض صورتوں میں سزا بھی ہے۔
بدمعاشوں اور غنڈہ گردی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی سفارش
کی۔ معافی کی ترویج کے ساتھ، حتیٰ کہ انتقامی کارروائی
کی بھی قرآن میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اللہ
فرماتا ہے:
''قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اے اہل عقل، تاکہ تم امن پاؤ''۔
9: ڈیوٹی:
فرض اور ذمہ داری بھی معاشرے کے لیے اسلامی تعلیمات کی بنیادی باتوں کا حصہ
ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو اپنی اکائیوں کے تئیں فرض شناس اور ذمہ دار رہنے
کی تاکید کرتا ہے۔ یہ فرائض رب کی طرف سے تفویض کیے گئے ہیں اور واضح طور پر
ہر فرد کے لیے درجہ بندی کیے
گئے ہیں۔ یہ دور حاضر کا ایک سلگتا ہوا گرم مسئلہ ہے کہ تمام معاشروں میں انسان
اسے کچھ حقوق دیئے جاتے ہیں اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ ہک یا بذریعہ اس کے واجب حقوق حاصل کرے۔
بدمعاش جو معاشروں میں امن کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔
اس کے بجائے اسلام میں انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کے تئیں اپنا فرض ادا کرے۔
حقوق کا مطالبہ کرنے کے بجائے، اور یہ، آخر میں، حقوق کا سبب بنتا ہے
قدرتی طور پر مستحق افراد تک بغیر کسی پریشانی اور فساد کے پہنچایا گیا۔ کو
ایک اچھا مسلمان بن جائے، ہر فرد کو اپنا فرض بخوشی ادا کرنا چاہیے۔
اصل میں دوسروں کا حق ہے۔
حوالہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
''اور رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اور فضول
خرچی نہ کرو۔'' (بنی اسرائیل، 26)
10: حقوق:
مسلم معاشرے میں ہر فرد برابری کی بنیاد پر واجبی حقوق کا مستحق ہے اور
کسی کو بھی اس کے حقوق سے محروم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان حقوق کو اللہ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ محفوظ اور بیان کیا ہے۔
حوالہ: اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے:
''پس رشتہ داروں کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو، یہ ان لوگوں
کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں''۔ (آر
روم، 38)

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:55 AM

Google Lens

English ⇒ Urdu

مسلم معاشرے کی مختلف اکائیاں

1: خاندان:

یہ مسلم معاشرے کی پہلی اکائی ہے کیونکہ یہ ایک بہت ہی قریبی حلقہ ہے جس سے آدمی کا تعلق ہے۔ خاندان کچھ لوگوں کا اجتماعی مجموعہ ہوتا ہے جیسے باپ، ماں، شوہر، بیوی اور بچے۔ اسلام کے مطابق، ہر ایک فرد اپنے خاندان کے لیے اپنے فرائض کی انجام دہی کا پابند ہے چاہے وہ باپ/ماں ہو یا شوہر/بیوی ہو یا بچہ۔

خاندان میں ہر فرد کچھ حقوق کا مستحق ہوتا ہے اور کچھ فرائض بھی تفویض کرتا ہے۔ ایک اچھا مسلمان بننے کے لیے ہر فرد کو اپنا فرض بخوشی ادا کرنا چاہیے۔ درحقیقت خاندان کے دیگر افراد کا حق۔

حقوق:

1- والدین کے حقوق۔

2- شوہر کے حقوق۔

3- بیوی کے حقوق۔

4- بچوں کے حقوق۔

5- بھائی کے حقوق۔

6- بہن کے حقوق۔

2: رشتہ دار:

اسلامی معاشرے کی دوسری اکائی رشتہ داروں کا حلقہ ہے جو درحقیقت چند خاندانوں کا اجتماعی مجموعہ ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا وسیع حلقہ ہے اور اس یونٹ کا ہر فرد فرد یونٹ کے دیگر اراکین کے حقوق کا ذمہ دار ہے۔

حقوق:

1- ماموں اور آنٹیوں کے حقوق۔

2- بھانجوں اور بھانجوں کے حقوق۔

3- کزن کے حقوق۔

4- سسرال کے حقوق

5 دیگر ارکان جیسے والد یا والدہ کے کزن۔

3: پڑوسی:

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی سختی سے تاکید کی ہے کیونکہ وہ شخص مکمل مسلمان نہیں سمجھا جاتا جس کے پڑوسی اس سے مطمئن اور خوش نہ ہوں۔ حقوق کے لحاظ سے پڑوسیوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حقوق:

1- پڑوسی مسلمان + رشتہ دار۔

2- پڑوسی + مسلمان

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:56 AM

Google Lens

English ⇒ Urdu

3- پڑوسی + غیر مسلم۔

4- کسی مجلس میں پڑوسی۔ (عارضی پڑوسی)

حوالہ جات: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور اپنے ساتھی اور مسافر اور ان (غلاموں) کے ساتھ۔ تمہاری ملکیت ہے، بے شک اللہ متکبر لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ فخر ہے'' (النساء، 36)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی قسم وہ شخص حقیقی مسلمان نہیں جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلمان)

4:- مسجد/قصبہ:

یہ مسلم معاشرے کا چوتھا دائرہ ہے۔

5:- شہر:

شہر کی سطح معاشرے کا پانچواں دائرہ ہے۔

6:- ریاست:

ریاست معاشرے میں چھٹی اکائی کی سطح ہوتی ہے۔

7:- امت (قوم):

امت مسلمہ کا رکن ہونے کے ناطے ہر شخص اس کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:56 AM

Google Lens

English ⇒ Urdu

کورس پیک: اس

68

اسلام کا سیاسی نظام

سیاست کا آغاز

"یونانی پولیٹکوس سے سیاست کا اصطلاح عام طور پر حکومتی یا ریاستی امور کو چلانے کے فن یا سائنس پر لاگو ہوتا ہے۔"

اسلام میں مذہب اور سیاست ایک ہیں۔ وہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ اسلام میں مذہب اور سیاست میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہم پہلے ہی جانتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے اور سیاست ہماری اجتماعی زندگی کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ جس طرح اسلام ہمیں نماز پڑھنے، صوم پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور حج کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے، اسی طرح یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ریاست کیسے چلائی جائے، حکومت سے کونسلرز اور ممبران کا انتخاب کیا جائے، معاہدے کیسے کیے جائیں اور کاروبار و تجارت کیسے کی جائے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اسلامی نظام حکمرانی ویسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارے ہاں غیر اسلامی ممالک میں ہے۔

مختصراً، اسلام کا سیاسی نظام تین اصولوں پر مبنی ہے:

1) توحید (خدا کی وحدانیت)
2) رسالت
(نبوت) 3) خلافت

توحید کا مطلب یہ ہے کہ کائنات اور اس میں موجود تمام چیزوں کا خالق، قائم رکھنے والا اور مالک صرف اللہ ہی ہے، نامیاتی اور غیر نامیاتی۔ اس مملکت کی حاکمیت اسی کے سپرد ہے۔ اسے حکم دینے یا منع کرنے کا حق بھی ہے اور اس کے احکام شریعت ہیں۔ جس ذریعہ سے ہم خدا کے قانون کو حاصل کرتے ہیں اسے رسالت کہتے ہیں۔ ہمیں اس ماخذ سے دو چیزیں ملی ہیں: قرآن، اور قرآن کی مستند تفسیر اور نمونہ جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیثیت میں خدا کے نمائندے کی حیثیت سے کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کے منشاء کے مطابق اسلامی طرز زندگی کا ایک نمونہ خود قانون کے نفاذ اور جہاں ضرورت ہو ضروری تفصیلات فراہم کر کے دیا ہے۔ ان دونوں عناصر کے مجموعے کو شریعت کہتے ہیں۔ خلافت کا مطلب ہے "نمائندگی"۔ آدمی [یعنی انسانوں)۔ اسلام کے مطابق، زمین پر خدا کا نمائندہ، اس کا نائب ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے اسے سونپے گئے اختیارات کی بنا پر، اس سے اس دنیا میں خدا کے دیے ہوئے اختیارات کو خدا کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

اسلامی سیاسی نظام کی بنیاد درج ذیل بنیادی اصولوں پر ہے:

1. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حاکمیت۔ حاکمیت کا مطلب طاقت کا سرچشمہ ہے۔ اسلام میں، اللہ تمام اختیارات اور قوانین کا سرچشمہ ہے، قرآن کہتا ہے:

إن العلم الایہ (یوسف (10)

حاکمیت اللہ کے سوا کسی کی نہیں۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:57 AM
21.9 K/s 44
Google Lens
English → Urdu

اللہ جانتا ہے کہ اپنے بندوں کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ اس کا کہنا ہے کہ تمام انسان متحد ہو کر اس کے قانون کو نہیں بدل سکتے۔ Qu146an کہتے ہیں:

والسارقة السارق فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا من الله والله عزنا حكيم (المائدة:33)

"جہاں تک چور مرد اور عورت کا تعلق ہے، ان کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے اپنے اعمال کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے روکا جانے والا عذاب ہے، اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

اسلام کے مطابق خود حکم اکبر بھی پارلیمنٹ یا کسی بھی حکومت کی طرف سے ناقابل تبدیلی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ ہماری زندگی کے بارے میں قرآن مجید میں اور بھی بہت سے قوانین موجود ہیں اور ان قوانین کو ایک اسلامی ریاست کو انسانوں کی بہتر بھلائی کے لیے نافذ کرنا چاہیے۔

2. خلافت بنی نوع انسان (انسان کا نائب) انسان اللہ تعالیٰ کا نائب، ایجنٹ یا نمائندہ ہے۔ زمین اللہ حاکم ہے اور انسان اس کا نمائندہ ہے۔

قرآن کہتا ہے:

وفو الذي جعلكم خليت الأرض ورفع بعتكم فوق بعض درجات ليبلوكم في ما أشك إن ربك سريع العقاب و إنه الغفور رحيم (الانعام:165)

وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ یقیناً آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے، اور یقیناً وہ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

انسان کو وہی کرنا چاہیے جیسا کہ اللہ اسے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کے پاس ایک انتخاب ہے۔ یا تو اللہ کی اطاعت کرو یا نافرمانی اور اس آزادی کی وجہ سے وہ ہو گا۔ قیامت کے دن پرکھا جائے گا۔

سیاسی معنوں میں خلافت کا مطلب یہ ہے کہ انسان زمین پر اللہ کی مرضی کو اس کے نائب یا ایجنٹ کے طور پر نافذ کرے۔ اللہ کے ایجنٹوں کے طور پر، انسان اللہ سبحانہ وتعالی کی مرضی کو اس کی طرف سے امانت کے طور پر انجام دیں گے۔ خلافت ایک امانت ہے۔ ایک ایجنٹ سے ہمیشہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ برتاؤ کرے جیسا کہ اس کا آقا چاہتا ہے کہ وہ برتاؤ کرے۔

3. شوریٰ کی طرف سے قانون سازی (مشاورت)

اسلام ہمیں حکومت چلانے، شوریٰ کے عمل سے قانون سازی اور فیصلے کرنے کا درس دیتا ہے۔ شوری کا مطلب ہے "مشاورت اور شرکت سے فیصلے کرنا"

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ ان سے مشورہ کریں۔ ساتھی:

وافر في الأمر (آل عمران:159)

''اور معاملات میں ان سے مشورہ کرو''۔

Translate Text Search
Translated text
Select all Listen Share D
Did you find these results useful? Yes No
Scanned with CamScanner

10:57 AM 51.1 K/s 43

Google Lens

English → Urdu

یہ اسلامی سیاسی نظام کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسلام میں استبداد اور استبداد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام میں قانون سازی کی بنیاد قرآن و سنت ہوں گے۔

4. حکومت کا احتساب

اسلامی سیاسی نظام حکمران اور حکومت کو پہلے اللہ اور پھر عوام کے سامنے جوابدہ بناتا ہے۔ حکمران اور حکومت کو عوام اپنی طرف سے اختیارات استعمال کرنے کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ ہمیں یہاں یاد رکھنا چاہیے کہ حاکم اور حاکم دونوں اللہ کے خلیفہ ہیں اور حکمران کو قرآن و سنت کے مطابق عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا ہوگا۔ حکمران اہل اسلام کا خادم ہوتا ہے۔ حاکم اور حاکم دونوں اللہ عزوجل کے سامنے پیش ہوں گے اور قیامت کے دن اپنے اعمال کا حساب لیں گے۔ حکمران کی ذمہ داری حکمران سے زیادہ بھاری ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کے کسی بھی عام شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حکمران اور حکومت سے کسی بھی معاملے پر کوئی سوال کرے۔

5. عدلیہ کی آزادی

اسلامی سیاسی نظام میں عدلیہ ایگزیکٹو سے آزاد ہے۔ ضرورت پڑنے پر سربراہ مملکت یا کسی بھی حکومتی وزیر کو عدالت میں بلایا جا سکتا ہے۔ ان کے ساتھ دوسرے شہریوں سے مختلف سلوک نہیں کیا جائے گا۔ قرآن میں عدل کے بارے میں بہت سے احکام ہیں۔ اسلامی ریاست کے اہم کاموں میں سے ایک تمام شہریوں کے ساتھ انصاف کو یقینی بنانا ہے (4:58)۔ حکمران اور حکومت کو نظام عدل میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔

6. قانون کے سامنے مساوات

اسلامی سیاسی نظام قانون کے سامنے تمام شہریوں کے لیے برابری کو یقینی بناتا ہے۔ یہ زبان، رنگ، علاقہ، جنس یا نزول کی بنیاد پر کسی امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا۔ اسلام صرف تقویٰ (پرہیزگاری یا خوف خدا) کی بنیاد پر ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اسلام میں سب سے زیادہ عزت والا ہے (49:13)۔

مغربی جمہوریت اور خلافت میں فرق

مغربی جمہوریت عوامی حاکمیت کے تصور پر مبنی ہے۔ ایک اسلامی سیاسی ترتیب پاپولر خلافت کے اصول پر قائم ہے۔ مغربی جمہوریت میں عوام خود مختار ہیں، لیکن اسلام میں حاکمیت خدا کے سپرد ہے اور عوام اس کے خلیفہ یا نمائندے ہیں۔ پہلے لوگ اپنے قانون خود بناتے ہیں۔ آخر الذکر میں انہیں خدا کی طرف سے اپنے پیغمبر کے ذریعے دیے گئے قوانین (شریعت) کی پیروی اور اطاعت کرنی ہوگی۔ ایک میں حکومت عوام کی مرضی پوری کرنے کا عہد کرتی ہے۔ دوسرے میں حکومت اور عوام کو یکساں طور پر خدا کی مرضی کرنا ہے۔ مغربی جمہوریت ایک مطلق اختیار ہے جو اپنے اختیارات کو آزادانہ اور بے قابو طریقے سے استعمال کرتی ہے، جب کہ اسلامی جمہوریت قانون الٰہی کے تابع ہے اور اپنے اختیار کو خدا کے احکام کے مطابق اور اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرتی ہے۔ اور پورے معاشرے کی فلاح و بہبود]۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:58 AM 33.2 K/s 43

Google Lens

English → Urdu

نتیجہ

اسلامی ریاست کا فرض نماز اور زکوٰۃ کو قائم کرنا ہے۔ حق کو فروغ دینا اور برائی سے منع کرنا (22:44) ریاست اپنے تمام شہریوں کی بہبود کی ذمہ دار ہے – مسلم اور غیر مسلم۔ اسے زندگی کی بنیادی ضروریات کی ضمانت دینی چاہیے۔ اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو عقیدہ، فکر، ضمیر اور تقریر کی آزادی حاصل ہوگی۔ ہر شہری اپنی صلاحیت کو بڑھانے، اپنی صلاحیت کو بہتر بنانے، کمانے اور رکھنے کے لیے آزاد ہوگا۔ ایک شہری کو درج ذیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے کسی بھی حکومتی پالیسی کی حمایت یا مخالفت کرنے کا حق حاصل ہوگا جسے وہ صحیح یا غلط سمجھتا ہے۔ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ قرآن و سنت کے قوانین کو نافذ کرے۔ قرآن ان لوگوں کی سخت مذمت کرتا ہے جو اپنے معاملات کا فیصلہ اللہ کی آیات سے نہیں کرتے۔ اسلامی ریاست دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائے گی۔ اسلام مساوی تقسیم پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ یہ قانون تخلیق کے خلاف ہے۔

آج دنیا میں ایک بھی کامل اسلامی ریاست نہیں ہے۔ بہت سے مسلم ممالک ہیں۔ ایک اسلامی ریاست مدینہ میں پیغمبر اسلام (ص) کی ریاست کے ماڈل پر مبنی ہے جبکہ ایک مسلم ریاست وہ ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور کچھ اسلامی خصوصیات ہیں۔ تاہم، منظم. بہت سے مسلم ممالک میں حقیقی معنوں میں اسلامی ریاستوں کے قیام کی کوششیں جاری ہیں۔ یہ کوششیں چند اسلامی تحریکوں اور جماعتوں کی طرف سے جاری ہیں جو اللہ کی زمین پر اللہ کے 146 کے قانون کے دوبارہ قیام کے لیے کوشاں ہیں۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:58 AM 23.3 K/s 43

Google Lens

English ⇒ Urdu

اسلام کا عدالتی نظام

عدلیہ کا آغاز

"عدلیہ (جسے عدالتی نظام بھی کہا جاتا ہے) عدالتوں کا وہ نظام ہے جو ریاست کے نام پر قانون کی تشریح اور اطلاق کرتا ہے۔" عدلیہ تنازعات کے حل کے لیے ایک طریقہ کار بھی فراہم کرتی ہے۔ اختیارات کی علیحدگی کے نظریے کے تحت، عدلیہ عام طور پر قانون نہیں بناتی (جو مقننہ کی ذمہ داری ہے) اور نہ ہی قانون نافذ کرتی ہے (جو کہ ایگزیکٹو کی ذمہ داری ہے)۔

ضرورت اور اہمیت

انسان فطرتاً ایک سماجی وجود ہے۔ وہ دوسروں سے مکمل طور پر آزاد، اپنے طور پر ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لوگ ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ نتیجتاً، ان کے درمیان رگڑ اور جھگڑے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ان کے ذاتی مفادات ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں، یا جب وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے انفرادی حقوق دوسروں کے مفادات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان کے درمیان تنازعات لامحالہ پھوٹ پڑتے ہیں۔ بعض صورتوں میں، تنازعہ کا ایک فریق مضبوط اور جارحانہ ہو سکتا ہے جبکہ دوسرا کمزور اور متزلزل، اپنے حقوق کا دفاع کرنے سے قاصر ہے۔ اس وجہ سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکنے کے لیے، معاشرے کے کمزور افراد کو انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے، اور جب معاملات پیچیدہ یا غیر یقینی ہو جائیں تو صحیح اور غلط کا تعین کرنے کے لیے ایک طریقہ ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس کا ادراک صرف اس جج کے ذریعے ہو سکتا ہے جو تنازعات کے مقدمات میں قانونی فیصلے دینے کا اختیار رکھتا ہو۔

اس وجہ سے، ہم دیکھتے ہیں کہ ایک جج کا وجود اسلامی قانون اور دیگر تمام نازل شدہ مذاہب کے قوانین کے مطابق ایک مذہبی فریضہ اور انسانی زندگی کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم نے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ ہم نے بھیجا ہے۔ صحیفہ اور میزان جو بنی نوع انسان انصاف قائم کر سکتا ہے۔"

اسلام وہ مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کے لیے چاہتا ہے جب سے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اس وقت سے لے کر قیامت تک عدالتی نظام اور اس کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے مقرر کیے گئے لوگوں کے لیے بہت زیادہ فکر مند ہے۔ اسلام اس کے لیے بہت سے شرعی احکام بیان کرتا ہے۔ یہ اور کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اسلام رحمت، مساوات اور انصاف کا مذہب ہے؟ یہ وہ مذہب ہے جو لوگوں کو مخلوق کی عبادت سے آزاد کر کے اللہ کی عبادت کی طرف لاتا ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جو لوگوں کو ظلم و ستم سے نکال کر انصاف اور آزادی کے اعلیٰ درجے تک پہنچاتا ہے۔

یہاں اسلام میں انصاف کے انتظام کی چند اہم خصوصیات پر ایک مختصر نظر ہے۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:59 AM

Google Lens

English ⇒ Urdu

1. قانون کی بالادستی

اسلامی قانونی نظام میں کوئی حکمران اور کوئی اہلکار قانون سے بالاتر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کسی بھی اتھارٹی کا کوئی بھی عمل، طریقہ کار، اور فیصلے، خواہ وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو، درست اور پابند نہیں ہو سکتا کہ وہ جن لوگوں کو متاثر کرتے ہیں، سوائے اس حد تک کہ وہ قانون کے مطابق ہوں۔

2. قانون کے سامنے مساوات

قرآن و سنت، جو کہ اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ ہیں، مساوات پر بہت زور دیتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی قانونی نظام میں حاکم کے لیے ایک قانون اور رعایا کے لیے ایک قانون نہیں ہو سکتا۔ ایک طاقتور کے لیے اور ایک کمزور کے لیے، ایک امیر کے لیے اور ایک غریب کے لیے۔ حکومتی حکام کو قانون کے اطلاق سے کوئی خاص مراعات یا استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام نے بھی اپنے آپ کو یا اپنے خاندان کو قانون سے بالاتر نہیں سمجھا۔ قانون سے کسی استثنیٰ کا دعویٰ کرنے کے بجائے، اس نے یہ قاعدہ وضع کیا کہ ریاست کے سربراہ کو بھی سرکاری اور نجی حیثیت میں عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا درج ذیل قول جو آپ نے ایک شریف عورت کے مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے دیا تھا جس نے چوری کی تھی، اس کا ثبوت ہے:

جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا تو اس پر کوئی سزا نہیں دیتے تھے۔ خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

نیز، اپنے آخری خطبہ کے دوران، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے عام پیش کیا۔ کمیونٹی کے لیے کہ اگر اس نے کسی کا کچھ واجب الادا ہے، یا اسے کوئی نقصان پہنچایا ہے۔ کسی کی جان یا مال، وہ اس کا جواب دینے کے لیے دستیاب تھا۔

3. عدالتی غیر جانبداری

قرآن کہتا ہے:

إنا أنزلنا إليك الكتب بالعق يتحكم بين الناس بما أليك الله ولاتكن التأمين حينما النساء:105)

یقیناً ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ اور امانت میں خیانت کرنے والوں کے وکیل نہ بنو

متفق علیہ ہے کہ مذکورہ آیت کے نزول کے موقع پر ایک یہودی اور ابن عبارق (غالباً منافق) کے درمیان رفاعہ کے گھر میں چوری کی گئی اور چوری کا مال ایک یہودی کے پاس جمع کرا دیا۔ جب اس سے چوری کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے چوری کا ذمہ دار یہودی کو قرار دیا جس کے قبضے سے چوری کا مال برآمد ہوا تھا۔ چوری کا شکار رفاعہ اور اس کے گھر والے اصل مجرم ابن عبیرق پر الزام لگا رہے تھے۔ چونکہ جائیداد یہودی سے برآمد ہوئی تھی، اور اس کے کچھ آثار رفاعہ کے گھر سے لے کر یہودی کے گھر تک پورے راستے میں پائے گئے تھے، (جو مصنوعی طور پر مجرم کی طرف سے بنائے گئے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شروع میں، یہودی کو مجرم ٹھہرانے کی طرف مائل۔ اس نے رفاعہ کو ابن عبیرق پر الزام لگانے پر بھی سرزنش کی۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:59 AM 23.8 K/s 43

Google Lens

English → Urdu

موجودہ آیات اصل حقائق کو ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئیں۔ اس کے مطابق یہودی بری ہو گیا اور ابن عبیرق کو سزا سنائی گئی۔ لیکن وہ مکہ فرار ہوئے میں کامیاب ہو گیا اور کفار کے ساتھ شامل ہونے کے بعد نہایت ہی بری حالت میں فوت ہو گیا۔ اس طرح، آیت بیان کرتی ہے کہ بے ایمانی کو سزا ملنی چاہیے، اور انصاف کا توازن دوستوں اور دشمنوں کے درمیان برابر ہونا چاہیے۔

مسلمان اور غیر مسلم۔

پیغمبر اپنی منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتظامیہ کے لیے مشہور تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم بھی آپ کے پاس اپنے تنازعات کے تصفیہ کے لیے آتے اور آپ ان کے قانون کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ انہوں نے قانون کے سامنے برابری کے حوالے سے قرآنی ہدایات پر سختی سے عمل کیا، اور مذہب یا رشتوں کی بنیاد پر کبھی بھی مقدمہ بازی کرنے والوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی۔

قرآن کہتا ہے:

يأيها الذين امنوا لونوا قومي بالقسط شهداء يله ولو على الشكر أو الوالدين والأقربين إن يكن غنيا أو فقيرا قاله أولى بها لا تتبعوا الهوى أن تعيلا وإن تلوا أو تعرضوا فإن الله كان بما تعملون خبير:15)

اے تم! جو ایمان لائے، انصاف پر قائم رہنے والے، اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو، خواہ وہ تمہارے اپنے یا (تمہارے) والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں کا بہتر نگہبان ہے۔ پس خواہشات کی پیروی نہ کرو ورنہ انصاف سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر تم کج روی کرو گے یا (حق سے) منہ موڑو گے تو یقیناً اللہ ہی ہے۔ آپ جو کچھ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ آگاہ رہیں۔

بائها الذين آمنوا كونوا قومين شي شهداء بالقي ولا يجي منك شتان فور على ألا تعدلوا – الدلو هو أقرب للتقوى والفوالله إن الله غيير بما تعملون (المائدة:8)

اے تم! جو ایمان لائے ہو، اللہ کے لیے قائم رہو، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو۔ اور کسی قوم کی نفرت آپ کو عدل و انصاف سے کام نہ لینے پر اکسائے۔ انصاف کرو؛ جو فرض کی پابندی کے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

ایک جج سے کس حد تک غیر جانبداری کی توقع کی جاتی ہے اس کی مثال خلیفہ عمر سے متعلق کہانی میں بھی اچھی طرح ملتی ہے۔ ایک دفعہ اس نے ایک یہودی کے خلاف مقدمہ چلایا۔ جب دونوں فریق جج کے سامنے گئے تو مؤخر الذکر عمر کے احترام میں اپنی نشست پر کھڑا ہوگیا۔ عمر نے ایک فریق کے احترام کے اس عمل کو ناقابل معافی عدالتی کمزوری کے طور پر دیکھا۔

4. عدالتی آزادی

اسلامی قانونی نظام میں عدلیہ انتظامی کنٹرول سے آزاد ہے۔ جج بغیر کسی مداخلت کے اپنے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں اور کوئی بھی اپنے اختیار یا دولت سے انصاف کے عمل کو متاثر نہیں کر سکتا۔ اس خط کا درج ذیل حصہ جو خلیفہ علی نے اپنے ایک گورنر کو لکھا تھا، اسلام میں عدلیہ کی آزادی کے تصور کی بہترین وضاحت کرتا ہے:

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

10:59 AM

Google Lens

English → Urdu

اپنے چیف جج کے لیے لوگوں میں سے کسی کو منتخب کریں
جو ان میں سے سب سے بہتر ہو۔ وہ جسے گھریلو پریشانیوں کا
جنون نہ ہو۔ وہ جسے ڈرایا نہیں جا سکتا؛ وہ جو اکثر غلطی
نہیں کرتا؛ جو راہِ راست پا کر پیچھے نہیں ہٹتا۔ وہ جو خود
مرکز یا لالچی نہیں ہے؛ وہ جو مکمل حقائق جاننے سے پہلے
فیصلہ نہیں کرے گا۔ وہ جو حاضرین کے ہر شبہ کو احتیاط
سے تولے گا اور ہر چیز کو پوری طرح مدنظر رکھتے ہوئے
واضح فیصلہ سنائے گا۔ وہ جو وکالت کے دلائل پر پریشان
نہیں ہوں گے۔ وہ جو حقائق کے ہر نئے انکشاف کا صبر کے ساتھ
جائزہ لے گا۔ وہ جو اپنے فیصلے میں سختی سے غیر جانبدار ہو
گا۔ وہ جسے چاپلوسی گمراہ نہیں کر سکتی۔ جو اپنے عہدے پر فخر
نہیں کرتا۔ اسے فتنوں سے بالاتر رکھنے کے لیے کافی ہے۔
اسے اپنی بارگاہ میں اتنا اونچا مقام عطا فرما کہ کوئی اس
کی لالچ کا خواب بھی نہ دیکھ سکے اور اتنا اونچا کہ نہ غیبت
اسے چھو سکے اور نہ کوئی سازش۔

چونکہ قانون، اسلام میں، سماجی تنظیم کی چوٹی پر کھڑا ہے، اس لیے قانون کو چلانے
والوں کو بھی اسی طرح بلند ہونا چاہیے اور انہیں تمام انتظامی کنٹرول سے آزاد رکھا جانا
چاہیے۔

5. انصاف کا مفت انتظام اسلامی

قانونی نظام میں، انصاف مفت دیا جاتا ہے۔ تمام شہری چاہے ان کی مالی
حیثیت کچھ بھی ہو، عدالتی فیس، سٹیمپ ڈیوٹی وغیرہ کی صورت میں
کوئی بھی خرچ کیے بغیر انصاف حاصل کر سکتے ہیں۔

نتیجہ

اسلام میں عدل کا تصور کسی بھی دوسرے نظام زندگی کی نسبت
زیادہ جامع، اہم اور مقدس ہے۔ انصاف کی فراہمی اسلامی ریاست
کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ انصاف کو نہ صرف ایک امانت
سمجھا جاتا ہے، ایک مقدس ذمہ داری، جسے قرآن و سنت کی
دفعات کے مطابق ادا کیا جانا ہے۔ لیکن انصاف کی فراہمی
بھی عقیدت کے اہم ترین اعمال میں سے ایک ہے۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

11:00 AM 26.1 K/s 43

Google Lens

English → Urdu

اسلام کا قانون سازی کا نظام

قانون سازی کا آغاز

"قانون سازی (یا "قانونی قانون") وہ قانون ہے جو کسی مقننہ یا دوسرے گورننگ باڈی، یا اسے بنانے کے عمل کے ذریعے نافذ کیا گیا ہے (یا "نفاذ کردہ")۔ قانون سازی کی کوئی چیز قانون بننے سے پہلے اسے بل کے طور پر جانا جا سکتا ہے، اور اسے بڑے پیمانے پر "قانون سازی" کہا جا سکتا ہے جب کہ اسے دوسرے کاروبار سے ممتاز کرنے کے لیے زیر غور ہے۔ قانون سازی کے بہت سے مقاصد ہو سکتے ہیں: ریگولیٹ کرنا، اختیار دینا، منع کرنا، (فنڈز) فراہم کرنا، منظوری دینا، گرانٹ کرنا، اعلان کرنا یا محدود کرنا۔

اسلامی ریاست میں حکومت کے انتظام کی ذمہ داری ایک امیر (رہنما) کو سونپی جاتی ہے جسے مغربی جمہوری ریاست میں صدر یا وزیر اعظم سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ تمام بالغ مرد، اور خواتین جو آئین کے بنیادی اصولوں کو قبول کرتے ہیں لیڈر کے انتخاب میں ووٹ دینے کے حقدار ہیں۔

امیر کے انتخاب کی بنیادی اہلیت یہ ہے کہ وہ اپنے علم اور اسلام کی روح پر گرفت کے لحاظ سے لوگوں کی بڑی تعداد کا اعتماد حاصل کرے۔ وہ اللہ سے ڈرنے کی اسلامی صفت کا حامل ہونا چاہیے۔ اسے سٹیٹ مین شپ کے معیار سے نوازا جانا چاہیے۔ مختصر یہ کہ اسے قابل اور نیک دونوں ہونا چاہیے۔

شوریٰ

ایک شوری (مشاورتی کونسل) جسے عوام نے منتخب کیا ہے، امیر کی مدد اور رہنمائی کرے گی۔ امیر پر واجب ہے کہ وہ اپنی شوریٰ کے مشورے سے ملک کا نظم و نسق چلائے۔ امیر صرف اس وقت تک عہدے پر برقرار رہ سکتا ہے جب تک کہ اسے لوگوں کا اعتماد حاصل ہو، اور جب وہ یہ اعتماد کھو دے تو اسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ ہر شہری کو امیر اور اس کی حکومت پر تنقید کرنے کا حق ہے اور رائے عامہ کے اظہار کے لیے تمام ذمہ دار ذرائع دستیاب ہونے چاہئیں۔

اسلامی ریاست میں قانون سازی شریعت کی مقرر کردہ حدود کے اندر ہونی چاہیے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ماننا اور ماننا ہے اور کوئی قانون ساز ادارہ ان میں ردوبدل یا ترمیم نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی نیا قانون بنا سکتا ہے جو ان کی روح کے خلاف ہو۔ ان احکام کی اصل نیت معلوم کرنے کا فریضہ جو ایک سے زیادہ تشریحات کے لیے کھلے ہیں ان لوگوں پر عائد ہونا چاہیے جو شریعت 145ھ کے بارے میں خصوصی علم رکھتے ہوں۔ اسلام میں عدلیہ کو ایگزیکٹو کے کنٹرول میں نہیں رکھا گیا ہے۔ یہ اپنا اختیار براہ راست شریعت 145 سے حاصل کرتا ہے اور اللہ کو جوابدہ ہے۔ ججوں کا تقرر ظاہر ہے حکومت کرے گی لیکن ایک بار تقرری کے بعد اللہ کے قانون کے مطابق غیر جانبداری سے انصاف کرنا ہو گا۔ حکومت کے تمام اعضاء اور کارکنان کو ان کے دائرہ اختیار میں آنا چاہیے: حتیٰ کہ حکومت کی اعلیٰ ترین ایگزیکٹو اتھارٹی کو بھی مدعی یا مدعا علیہ کے طور پر عدالت میں پیش ہونے کے لیے بلایا جائے گا۔ حکمران اور حکمران اس کے تابع ہیں۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

11:00 AM

Google Lens

English ⇒ Urdu

کورس پیک: اسلامی اور مذہبی علوم

یکساں قانون اور عہدے، طاقت یا استحقاق کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔ اسلام مساوات کا علمبردار ہے اور سماجی، معاشی اور سیاسی میدانوں میں اس اصول کی سختی سے پابندی کرتا ہے۔

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner

11:01 AM
Google Lens
English ⇒ Urdu

کورس پیک: اسلامی

اسلامی نظام اخلاق

اخلاقیات:

اخلاقیات اخلاق کا انگریزی مترادف ہے جو عربی لفظ ہے خلق کی جمع
جس کا مطلب ہے اچھی عادت۔ اچھائی
اور برائی کا تصور:

اسلامی تعلیم کے مطابق خیر (خیر) کے تصور کا تعلق قرآن و سنت سے ہے۔
نیکی کا سرچشمہ اللہ (سبحان اللہ و تعالا) ہے جیسا کہ اللہ ہمیشہ اچھا
ہے اور اچھے کاموں کو پسند کرتا ہے جبکہ برائی (شر) اگرچہ اللہ کی بنائی ہوئی
ہے لیکن اس کی پیروی پہلے شیطان اور پھر وہ لوگ کرتے ہیں جو شیطان کے پیرو ہیں۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، یقیناً
وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں برائی اور بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا
ہے اور یہ کہ تم اللہ کے لیے وہ باتیں بیان کرو جو تم نہیں جانتے"۔ (البقرۃ:
168، 169) پس برائی کا سر چشمہ شیطان ہے۔

معرفت و منکر کا تصور:

معروف عربی لفظ ہے جس کے معنی منصفانہ، منظور شدہ اور حلال ہیں جبکہ
منکر کے معنی ناجائز، ناپسندیدہ اور ناجائز
ہیں۔ ہر وہ چیز جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے یا حلال کیا
ہے وہ عادل ہے اور ہر وہ چیز جو اللہ اور اس کی طرف سے حرام اور ناجائز ہے
رسول ہے انصاف ہے (منکر)

اخلاقی اقدار کا ماخذ:

القرآن و سنت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں اپنے نزول کا سب سے بڑا
مقصد اور لوگوں کو دعوت دینے کا طریقہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے
کہ ''مجھے صرف اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔
(الموطا)

وہ عظیم پیغام جس نے زندگی کی تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور
جس کی تبلیغ اور ان لوگوں کو روکنے کے لیے جن کی رہنمائی میں حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل کام کیا۔ اس کا مقصد اس کے سوا
کچھ نہیں تھا کہ لوگوں کے اخلاق کو مضبوط کیا جائے تاکہ حسن و کمال
کی دنیا ان کی آنکھوں کے سامنے روشن ہو جائے اور وہ اسے شعوری اور علم
سے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تمام اسلامی لازمی عبادات کو مشقوں
اور تربیت کے طور پر ڈیزائن کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو صحیح اخلاق
اور عادات حاصل کرنے اور صالح زندگی گزارنے کے قابل بنایا جا سکے، اور
ان فضائل پر آخر تک قائم رہیں، چاہے ان کے حالات میں جو بھی
تبدیلیاں آئیں۔

Translate Text Search
Translated text
Select all Listen Share D
Did you find these results useful? Yes No
Scanned with CamScanner

11:01 AM 20.4 K/s 42

Google Lens

English ⇒ Urdu

اخلاقیات کے اصول:

قرآن و سنت کے مطابق اسلام میں اخلاقیات کا تصور قرآن و سنت کی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ اگر اسلام کسی کام کو صرف کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسے اخلاقیات کہا جاتا ہے۔ اسلام کسی چیز سے منع کرتا ہے تو اس سے باز رہنے کو اخلاقیات کہتے ہیں۔

حوالہ جات:

والدین معة أشلاء على الكفار رحماء بينهم (الفتح: 29)

اور جو اس کے ساتھ ہیں (محمد، رسول اللہ) کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔

ما من شيء يوضع في الميزان القل من خشن الأخلاقي (ترمذی)

دی بیلنس میں اچھی اخلاقیات سے زیادہ کوئی بھاری چیز نہیں ہوگی۔

إن الرجل ليدرك بحسن خلقه درجة قائم الليل و صائم النهار (ابوداود)

بے شک انسان اپنے حسن اخلاق سے اس شخص کا درجہ حاصل کر سکتا ہے جو رات بھر نماز پڑھے اور دن بھر روزے رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خدا کی قسم، وہ مومن نہیں ہوسکتا؛ خدا کی قسم، وہ مومن نہیں ہوسکتا؛ خدا کی قسم، وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ اس سے پوچھا گیا: 'کون' اس نے جواب دیا: 'وہ جس کی بداعمالی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں ہے۔'' (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے'' (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت اپنی نماز، روزے اور بہت سے صدقات کے لیے بہت مشہور ہے، لیکن وہ اپنے پڑوسیوں سے بدتمیزی کرتی ہے، مجھے بتائیے کہ اس کا کیا حال ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گی، پھر اس شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری عورت نماز اور روزے میں زیادہ کام نہیں کرتی، پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ اس نے جواب دیا: وہ جنتی ہے۔'' (مسند احمد)

اسامہ بن شریک کہتے ہیں:

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس قدر خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، کسی کو منہ کھولنے کی ہمت نہ تھی، اتنے میں کچھ لوگ آئے اور پوچھا: اللہ کے بندوں میں سے کون ہے؟ اس کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہے۔'' نبیﷺ نے فرمایا: ''وہ جس کا اخلاق بہترین ہو۔'' (ابن حبان)

Translate Text Search

Translated text

Select all Listen Share D

Did you find these results useful? Yes No

Scanned with CamScanner